QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ادب کا تہذیبی سیاق: تعاملات کا تجزیہ

THE CULTURAL CONTEXT OF LITERATURE: AN ANALYSIS OF INTERACTION

قسمت اللہ خٹک
پی ایچ ڈی اسکالر، قرطبہ یونی ورسٹی پشاور
ڈاکٹر ستار خان خٹک
اسسٹنٹ پروفیسر قرطبہ یونی ورسٹی پشاور

Qismat Ullah Khattak
Ph.D. Scholar Qurtuba University Peshawar.
Dr Sattar Khan Khattak
Assistant Professor Qurtuba University Peshawar.

Abstract:
This paper critically examines the intricate relationship and dynamic interactions between literature and civilization, emphasizing their interdependence and mutual influence. It argues that literature and civilization are inseparable constructs, where civilization provides the cultural, social, ethical, and spiritual context necessary for literary creation, and literature, in turn, acts as a reflective mirror and expressive vehicle of civilization's values, customs, and identity.
Through theoretical exploration and analysis of diverse literary genres, the study highlights how literature embodies the collective memory, cultural ethos, and evolving identities of civilizations. It also elucidates the role of literature in preserving, critiquing, and transmitting civilizational heritage across generations, thereby fostering social cohesion, empathy, and intercultural dialogue.
The paper further briefly touches upon the Indus Valley Civilization (Harappan Civilization) as an example of how ancient civilizations find renewed representation in contemporary Urdu historical fiction, illustrating the enduring relevance of literature in reconstructing and sustaining civilizational narratives.
Ultimately, this research underscores that literature and civilization maintain a symbiotic relationship, with literature serving as both a product and a producer of civilization, shaping and shaped by the cultural and historical contexts from which it emerges.
Keywords: *Literature and Civilization, Interactions between Literature and Civilization, Cultural Context in Literature, Collective Memory, Civilizational Identity, Literary Reflection and Critique, Transmission of Heritage, Social Cohesion and Empathy, Indus Valley Civilization, Urdu Historical Fiction*

ادب اور تہذیب دو اہم متغیرات ہیں جو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں تو بے جانہ ہو گا کیونکہ کوئی بھی تہذیب ادب کے بغیر مکمل نہیں اور ادب کی تخلیق کے لیے معاشرے اور تہذیب کا ہونا ناگزیر ہے۔ جیسے کہ ہر ادیب اپنے دور کا نمائندہ ہوتا ہے بالکل اِسی طور ہر ادب اپنی تہذیب کا ترجمان ہوتا ہے جو اپنے معاشرے، خطے اور زمانے کی ترجمانی کرتا ہے۔ کسی تہذیب کے ادب میں اُس تہذیب کے رسم و رواج، اعمال و اطوار، تعلیم و تربیت، چال چلن، شغل اشغال اور معاشرت کی عکاسی ہوتی ہے اور اُس تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے ممتاز کرنے کا پرچار ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر تہذیب سے مراد کسی خطے یا علاقے کے لوگوں کا وہ طرزِ حیات ہے جو وہاں کے مذہبی، سماجی، معاشرتی اور اخلاقی اقدار پر مشتمل ہوتی ہے۔ گویا تہذیب ایک نظامِ سماج ہے جو کسی قوم کے اقدار و اطوار کا احاطہ کرتی ہے،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اُس خطے میں رہنے والے لوگوں کی مذہبی، معاشرتی، سماجی اور اقتصادی زندگی کی عکاسی کرتی ہے اور دیگر تہذیبوں کے سامنے اپنی قوم کی نمائندگی کرتی ہے۔ ڈاکٹر نگار سجاد تہذیب کی تعریف یُوں کرتے ہیں:

> اصطلاحاً تہذیب سے مراد انسان کا نظامِ فکر ہے یعنی انسان کے وہ عقائد، نظریات وافکار ہیں جن سے اُس کی شخصیت بنتی اور سنورتی ہے۔ اُس کے خیالات جتنے زیادہ پاکیزہ، روشن اور سلجھے ہوئے ہوں گے وہ معاشرے کا اُتناہی مہذب شخص تصور ہو گا۔ تہذیب کا تعلق انسانی فکر و خیال اور ذہن سے ہوتا ہے۔ اِس اعتبار سے تہذیب کی کیفیت نظریاتی، فکری، روحانی اور غیر مادی ہوتی ہے۔"(1)۔۔۔5

جبکہ جہاں تک ادب کا تعلق ہے تو یہ ایک ذریعہ اظہار ہے جس میں معاشرے کا حساس فرد مخصوص پیرائے میں آپ بیتی اور جگ بیتی بیان کرتا ہے۔ ادب میں تخلیق کار اپنے دور کے مسائل، رجحانات اور ترجیحات کو تخلیق کا حصہ بناتا ہے اور یہی اُسلوبِ بیان ادب بن جاتا ہے۔ ادب کی تعریف ڈاکٹر سید عبد اللہ یوُں کرتے ہیں:

> "ادب وہ فنِ لطیف ہے جس کے ذریعے ادیب جذبات وافکار کو اپنے خاص نفسیاتی و شخصیاتی خصائص کے مطابق نہ صرف ظاہر کرتا ہے بلکہ الفظ کے واسطے سے زندگی کے داخلی اور خارجی حقائق کی روشنی میں اِن کی ترجمانی و تنقید بھی کرتا ہے اور اپنے تخیل اور قوتِ مخترعہ سے کام لے کر اظہار و بیان کے ایسے مسرت بخش حسین اور مؤثر پیرائے اختیار کرتا ہے جن سے سامع و قاری کا جذبہ و تخیل بھی تقریباً اِسی طرح متاثر ہوتا ہے جس خود ادیب کا اپنا تخیل و جذبہ متاثر ہوا۔"(2)

انسان، تہذیب اور ادب ایک سماجی تکون ہے جس پر معاشرے کی عمارت کھڑی ہے۔ اِن تینوں میں سے اگر ایک کو بھی منہا کیا جائے تو یقینی طور پر معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ جب انسان نہ ہو گا تو تہذیب کیسے اور کیوں کر پنپے گی؟ اور اگر انسان ہو اور تہذیب نکال دی جائے تو انسان اور دیگر جانوروں میں کیا فرق رہے گا؟ اور اگر اِن دونوں کے وجود موجود نہ ہوں تو ادب کیسے معرضِ وجود میں آئے گا؟ پس ثابت ہوا کہ مذکورہ تینوں متغیرات کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تہذیب کسی قوم کے تشخص کا سرچشمہ ہوتی ہے اور ادب اُس قوم کے افکار و اقدار کی آئینہ دار ہوتی ہے جو مستقبل میں دوسری قوموں کے سامنے اپنی قوم کا تعارف کرتی ہے۔ جان وولف گنگ لکھتے ہیں:

> “Literature is the mirror in which a nation beholds its own image, and through which it communicates its posterity.” (3)

ادب اور تہذیب کا آپس میں گہرا تعلق ہے، بلکہ اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ دونوں متغیرات ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں تو بے جا نہ ہو گا کیونکہ ادب کا براہِ راست تعلق انسان سے ہے اور تہذیب، انسان کا اولین تعارف ہے، گویا انسان، تہذیب کے بغیر کچھ نہیں اور تہذیب، انسان کے بغیر بے معنی ہے جبکہ ادب؛ انسان اور تہذیب دونوں کی مشترکہ پیداوار ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ادب اور تہذیب کے مابین گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ سبطِ حسن تہذیب اور انسان کا تعلق یوُں بیان کرتے ہیں:

> "تہذیب اور انسان لازم و ملزوم حقیقتیں ہیں، یعنی انسان کے بغیر تہذیب کا وجود ممکن نہیں اور نہ تہذیب کے بغیر انسان، انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ تہذیب انسان کی نوعی انفرادیت ہے۔ یہی انفرادیت اِس کو دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ گویا اِس میں بعض ایسی نوعی خصوصیتیں موجود ہیں جو دوسرے جانوروں میں نہ ہیں اور نہ ہو سکتی ہیں، اور انہیں خصوصیتوں کے باعث انسان تہذیبی تخلیق پر قادر ہوا ہے۔"(4)

ادب کا کمال یہ ہے کہ یہ محض تہذیبِ رفتہ کی تاریخ ہی رقم نہیں کرتا بلکہ موجودہ اور آنے والے وقتوں میں نسلوں اور قوموں کی تربیت بھی کرتا ہے۔ یہ لوگوں کے مابین باہمی رواداری، بھائی چارے، ہمدردی اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتا ہے اور معاشرتی رکاوٹوں اور سیاسی قدغنوں کو توڑنے میں مدد کرتا ہے۔ تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ کئی شاہکار ادب پاروں نے زمانے کی سمت بدل دی ہے، اُن ادب پاروں نے مستقبل میں آنے والے انسانوں کو ایک ضابطہ حیات مہیا کیا ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

جن پر چل کر وہ ترقی یافتہ قوموں کی صورت میں اُبھر سکتے ہیں۔ آسمانی صحیفوں میں قرآنِ مجید اِس کی سب سے جامع اور بہترین مثال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مذاہبِ رفتہ اور گذشتہ اقوام کی کارگزاری بیان کی ہے اور اُن پر آنے والوں عذابوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں قومِ ثمود کا ذکر یوُں فرماتے ہیں:

"ترجمہ:۔۔۔ قومِ ثمود سنے اپنی سرکشی سے (پیغمبر کو) جھٹلایا۔ جب اُن میں سے ایک نہایت بدبخت شخص اُٹھا، تو اللہ کے رسول نے اُن لوگوں سے کہا کہ خبر دار! اللہ کی اونٹنی کا اور اُس کے پانی پینے کا پورا خیال رکھنا۔ مگر اُنہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو خدا نے اُن کے گناہ کے سبب اُن پر عذاب نازل کیا اور سب کو (ہلاک کرکے) برابر کردیا۔"(5)

اللہ تعالیٰ قرانِ مجید کو آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت نامہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ کتاب (قرانِ مجید)، اِس میں کوئی شک نہیں، کہ ڈرنے والوں کے لیے رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"(6)

جبکہ جہاں تک زمینی ادب کا تعلق ہے تو قدیم یونانی ادب میں ہومر کی شاہکار نظموں اوڈیسی اور ایلیڈ میں شہری ریاست کی تہذیب کی عکاسی ملتی ہے، قرونِ وسطیٰ کے یورپی ادب میں دانتے کی ڈیوائن کامیڈی نے عیسائی تہذیب کو تشکیل دی ہے اور شیکسپیئر کے ڈراموں نے جدید مغربی تہذیب کو متاثر کیا ہے۔ یہ تمام ادب اور تہذیب کے باہم تعلق کی مثالیں ہیں۔

موسس فنلے، ہومر کی نظموں ایلیڈ اور اوڈیسی میں یونانی تہذیب کی پیشکش کا یوُں ذکر کرتے ہیں:

“The Homeric poems are the oldest, most authoritative, and most influential works of Greek literature. They are the foundation of Greek culture, and their impact on western literature and art has been immeasurable. The Iliad and the odyssey have shaped our understanding of heroism, honor, and human nature, and have inspired countless work of art, literature and film.” (7)

دانتے کے ڈیوائن کامیڈی میں عیسائی تہذیب کی پیشکش کا بیان جاراسلاو پیلیکان یوُں کرتے ہیں:

“Dante’s Divine Comedy is the greatest single work of medieval Christianity, and it represents, as no other work can, the faith, thought, and imagination of Christian centuries. It is the Supreme expression of the Christian worldview, embracing theology, Philosophy, Politics and Arts.” (8)

جہاں تک ہندوستانی ادب اور بالخصوص اردو ادب کا تعلق ہے تو اِس میں بھی کئی ایسے شاہکار موجود ہیں جن میں واضح طور پر ہندوستانی تہذیب کی عکاسی کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر کوئی بھی فن پارہ اپنی تہذیب کا ترجمان ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اردو داستان، مثنوی، ناول، غزل اور یہاں تک کے جدید افسانے میں بھی علاقائی اور قومی تہذیب کی پیشکش دیکھنے کو ملتی ہے۔ دیکھا جائے تو اردو کی مشہور داستان باغ و بہار میں دہلی کی تہذیب، فسانہ آزاد میں لکھنؤ کی تہذیب اور دیگر کئی داستانوں میں ہندوستانی معاشرت کی عکاسی کی گئی ہے جبکہ مثنویوں میں اگر محض مثنوی گلزارِ نسیم کا مطالعہ کیا جائے تو لکھنؤ کی معاشرت کی بہترین تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔ ڈاکٹر توقیر عالم مثنوی گلزارِ نسیم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نسیم کے عہد کا لکھنؤ عشرت کدہ تھا۔ ایک عام ہندو یا عام مسلمان کو مذہب سے زیادہ قربت نہیں تھی۔ تہوار، عرس، کتھا، میلا، دکشنا، چڑھاوا، نیاز، فاتحہ، اور اسی قبیل کی رسموں کو مذہب سمجھ لیا گیا، عوام کا حال تو بے حال تھا لیکن امراء کا طبقہ عیش میں منہمک تھا۔ نسیم نے ان سارے عوامل کو دائرۂ تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے۔"(9)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ناول اپنے عہد اور سماج کا بہترین عکاس ہوتا ہے۔ یہ طوالت کے سبب اپنے پورے عہد کا احاطہ کرتا ہے اور معاصر منظر نامہ میں ہونے والے تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور معاشرتی تعاملات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ تہذیب کی پیشکش کے حوالے سے ادب کی دیگر اصناف کی بہ نسبت ناول کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ ناول میں تخیل واختصار کے بجائے جامعیت و حقیقت نگاری سے کام لیا جاتا ہے اور پورے عہد کا مفصّل احاطہ کیا جاتا ہے۔ اردو ناول روایت پر تفصیلی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز سے لے کر دورِ حاضر تک کے بیشتر ناولوں میں ہندوستان کے مختلف مذہبوں، زبانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والی تہذیبوں کی عکاسی کی گئی ہے۔ اردو ناول میں تہذیب و ثقافت کی پیشکش کا احاطہ مدثر احمد گنائی یوں کرتے ہیں:

"ناول نگاری کا یہ سفر جتنا آگے بڑھتا گیا، اِس کی پیش کش میں اپنے دور کے سماج کے ساتھ ساتھ اِس میں پنپنے والی تہذیب بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ چاہے وہ فسانہ آزاد کی بات کرے جس میں لکھنؤ کی تہذیب کے بہترین مرقعے دیکھنے کو ملتے ہیں یا پھر امراؤ جان ادا جس میں لکھنؤ کے نوابوں اور کوٹھیوں کی تہذیب پروان چڑھی ہے۔ اِسی طرح گؤدان میں ہندو کی تہذیب دیکھنے کو ملتی ہے، تو شکست میں کشمیری تہذیب کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ آگ کا دریا میں جہاں ہندوستان کی صدیوں پرانی تہذیب سے لے کر تقسیم سے زوال پذیر ہونے والی تہذیب کا مرثیہ ہے تو وہاں ٹیڑھی لکیر میں متوسط طبقے کے مسلمان گھرانوں کی تہذیب سے روبرو ہوجاتے ہیں۔"(10)

ادب انسانی تجربات اور مشاہدات کا نام ہے۔ اِس میں ادیب نہ صرف اپنے داخلی جذبات واحساسات کا اظہار کرتا ہے بلکہ اپنے عہد کے حالات وواقعات کو تحریری شکل میں ڈھال کر ثقافتی ورثے کے طور پر محفوظ کرتا ہے۔ ادب جہاں ایک طرف تہذیب کی تعمیر و تشکیل کا مؤجب ہوتا ہے تو دوسری طرف اِس کے تحفظ کا آمین ہوتا ہے۔ ہر تہذیب کے ادب کا اپنا مخصوص رنگ ہوتا ہے جو اپنی متعلقہ تہذیب کی عکاسی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے مستنصر حسین تارڑ، طاہرہ اقبال، یعقوب یاور، حناء جمشید اور دیگر کئی ناول نگاروں کے ناولوں میں ہندوستان کی قدیم ترین تہذیب وادیٔ سندھ کی تہذیب، مولانا عبدالحلیم شررؔ اور نسیم حجازی کے ناولوں میں اسلامی تہذیب، پریم چند، بیدی اور کرشن چندر کے ناولوں میں ہندو تہذیب اور احمد ندیم قاسمی اور منشاء یاد وغیرہ کے ناولوں اور افسانوں میں پنجاب کی دیہی زندگی کی عکاسی ملتی ہے۔

ادب کی خوبصورتی یہ ہے کہ اِس میں تخلیق کار معاصر تہذیبوں کی پیشکش سے ہٹ کر مطالعہ، تحقیق اور علمی ریاضت کے زور پر ماضی کے گوشوں میں جھانکتا ہے اور مختلف دلائل کی بنیاد پر بیتے زمانوں کا سراغ لگاتا ہے اور یوُں کسی تہذیبِ رفتہ کی ادبی دستاویز تیار ہوجاتی ہے۔ فی الحقیقت تخلیق کار یہ عمل نہ صرف قارئین کو ماضی کے حقائق سے آشنا کرنے کا مؤجب بنتا ہے بلکہ ایک گزری ہوئی تہذیب کے تحفظ کا سبب بھی بنتا ہے۔ وادیٔ سندھ کی تہذیب اِنہی تہذیبوں میں سے ایک اہم اور قدیم ترین تہذیب ہے جو آج سے ہزاروں سال قبل وادیٔ سندھ کے میدان میں پروان چڑھی تھی اور اپنے عہد کے ترقی یافتہ تہذیبوں میں شمار ہوئی تھی لیکن پھر وقت کی دھول میں اوجھل گئی تھی۔ مذکورہ تہذیب کی تعمیرات، مکانات، مواصلات، مشاغل، سڑکوں اور غسل خانوں کا اندازہ تو ہڑپا اور موہن جوداڑو کی بقایات سے بھی لگایا جاتا تھا لیکن اُس دور میں سانس لینے والے انسان کی ثقافتی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں معلوم نہ تھا لیکن یہ مشکل کام بھی ادب نے کر دکھایا۔ اردو ناول نے وادیٔ سندھ کی تہذیب کو اِس خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے کہ آج سے ہزاروں سال پہلے کا زمانہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ یعقوب یاور اپنے ناول 'دل مُن' کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"وادیٔ سندھ میں تمدن کی تلاش بیسویں صدی کی اہم ترین دریافتوں میں سے ایک ہے۔ یہ تمدن اغلباً تین ہزار سال قبل سے پندرہ سو قبل مسیح کے درمیان موجود تھا۔۔۔ اِس تمدن کے تعلق سے ہم بہت کچھ جانتے ہیں۔ منصوبہ بند شہری تعمیرات، سڑکیں، رہائشی مکان، کنویں، تالاب، برتن، اوزار، ہیرے جواہرات، زیورات، لباس، پکی مٹی، پتھر اور دھات کے بنے مجسمے اور مہریں جیسی اشیاء ہمیں اس تمدن کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود ہمیں ان لوگوں کے سماجی، سیاسی اور مذہبی زندگی کے بارے میں بہت کم معلوم ہے اور جو معلوم ہے اُس کی بنیاد اندازوں پر قائم ہے۔"(11)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

وادیٔ سندھ کی تہذیب پر لکھے جانے والے ناولوں میں مستنصر حسین تارڑ کا 'بہاؤ'، طاہرہ اقبال کا 'ہڑپا'، اُسامہ صدیق کا 'چاند کو گل کریں تو ہم جانیں'، حناء جمشید کا 'ہری یوپیا'، علی بابا کا 'موہن جو دڑو'، جیم عباسی کا 'سندھو' اور یعقوب یاور کے تین ناول 'دل مُن'، 'دھول دیپ' اور 'ہری یوپکا' قابلِ ذکر ہیں۔

حوالہ جات:

1۔ ظہیر، نگار سجاد، ڈاکٹر، "مطالعہ تہذیب"، کراچی: قرطاس سلسلہ مطبوعات، جامعہ کراچی، اپریل 2007ء، ص:5

2۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، "اشاراتِ تنقید"، دہلی: چمن بک ڈپو، س۔ن، ص:406-407

3.Eckermann, Johann Peter. *Conversation with Eckermann: Being Appreciations and Criticism on Many Subjects.* Attributed to Johann Wolfgang von Goethe. Bookey Books. Accessed July23, 2025. http://cdn.bookey.app/files/pdf/book/en/conversation-with-eckermann.pdf

4۔ سبطِ حسن، "پاکستان میں تہذیب کا ارتقا"، کراچی: مکتبہ دانیال، بار چودھویں، 2023ء، ص:21

5۔ القرآن، سورۃ الشمس، پارہ تیس (عم)، آیات:11-15

6۔ القرآن، سورۃ البقرہ، پارہ اول (الم)، آیات:1 -6

7.Moses Finley, The World of Odysseus. Lendon: Chatto& Windus,1954. P.15-16

8. Pelikan Jaroslav, *The Christian Tradition: A History of the Development of the Doctrine. Vol. 3, The Growth of Medieval Theology (600-1300).* Chicago: University of Chicago Press, 1978. P. 211.

9۔ توقیر عالم، ڈاکٹر، "مثنوی اور داستان کی مشترک تہذیب"، فکر و تحقیق (سہ ماہی)، شمارہ جنوری تا مارچ 2020ء

10۔ مدثر احمد، گنائی، "اردو کے نمائندہ ناولوں کا سماجی و تہذیبی مطالعہ - غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ"، (تلنگانہ، بھارت: حیدرآباد یونیورسٹی، 2023)، ص:52

11۔ یعقوب یاور، "دِل مُن"، لاہور: جمہوری پبلیکیشنز، 2012ء، ص: